تاریخ و سیر

حضرت اُمّ الفضل لبابۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

طالب ہاشمی

غزوۂ بدر (رمضان المبارک سنہ ۲ ہجری) میں قریش کی ذلّت آمیز ہزیمت کی خبر مکّہ معظمہ پہنچی تو وہاں گھر گھر صفِ ماتم بچھ گئی۔ بدبخت ابولہب کی حالت تو دیکھی نہ جاتی تھی۔ فرطِ الم نے اس کو اتنا نڈھال کر دیا کہ چلتے ہوئے قدم لڑکھڑاتے تھے۔ اسی حالت میں وہ لڑائی کے حالات دریافت کرنے کے لئے گھسٹتا گھسٹتا اپنے بھائی عباس بن عبد المطّلب کے گھر پہنچا جو مشرکین کے ساتھ مسلمانوں سے لڑنے گئے تھے اور لڑائی میں شکست کھانے کے بعد مسلمانوں کے قیدی بن چکے تھے۔ وہ حضرت عباس کے گھر جاکر ان کے غلام ابورافع کے قریب بیٹھ گیا جو تیر سازی میں مصروف تھے۔ اتنے میں کسی نے کہا "وہ ابوسفیان بن حارث (حضور کے عم زاد بھائی اور ابولہب کے بھتیجے جو ابھی مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے) بدر سے ابھی ابھی واپس آئے ہیں ان سے لڑائی کے حالات معلوم کرنے چاہئیں"

ابولہب نے انہیں آواز دی کہ "بھتیجے ذرا یہاں میرے پاس تو آؤ"۔ وہ آئے تو ابولہب نے پوچھا" برادر زادے! کہو وہاں کیا گزری؟ ابوسفیان کہنے لگے "واللہ مسلمانوں کے سامنے ہماری بے بسی کا یہ عالم تھا جیسے مردہ غسال کے سامنے بے بس ہوتا ہے۔ انہوں نے جس کو چاہا تہ تیغ کر دیا اور جس کو چاہا اسیر بنا لیا ایک عجیب نظارہ ہم نے یہ دیکھا کہ ابلق گھوڑوں پر سوار سفید پوش آدمیوں نے مار مار کر ہمارا بھرتا بنا دیا۔ معلوم نہیں یہ کون تھے۔"

ابورافع نے فوراً کہا "وہ فرشتے تھے"۔

یہ سن کر ابولہب بھڑک اٹھا اور ابورافع کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ رسید کر دیا۔ ابورافع بھی سنبھل کر اس سے گتھم گتھا ہو گئے لیکن کمزور تھے۔ ابولہب نے انہیں زمین پر دے مارا اور بے تحاشا پیٹنا شروع کر دیا۔ قریب ہی ایک خاتون بیٹھی تھیں وہ اس منظر کی تاب نہ لاسکیں فوراً اٹھیں اور ایک موٹا سا لٹھ لے کر اس زور سے ابولہب کو مارا کہ اس کے سر سے خون کا فوارہ چھوٹ پڑا۔ پھر کڑک کر بولیں "بے حیا اس کا آقا یہاں موجود نہیں ہے اور تو اس کو کمزور سمجھ کر مارتا ہے۔"

ابولہب کو اس خاتون کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ پڑی اور وہ کان دبا کر وہاں سے چل دیا۔

یہ غیرت مند اور بہادر خاتون جنہوں نے ابولہب جیسے دشمنِ اسلام اور دشمنِ خدا کو ایسی رسوائی اور ذلت سے دوچار کیا، حضرت عباس کی اہلیہ (اور ابولہب کی بھاوج) حضرت لبابۃ الکبریٰ رضؓ تھیں بعض روایتوں میں ہے کہ یہ واقعہ چاہِ زمزم کی چار دیواری کے اندر پیش آیا جس کے قریب ہی حضرت عباسؓ کا مکان تھا۔

(۲)

حضرت لبابہؓ بنت حارث جو بالعموم اپنی کنیت "ام الفضل" سے مشہور ہیں، نہایت جلیل القدر صحابیات میں شمار ہوتی تھیں۔ کبریٰ ان کا لقب ہے۔ اس لئے اہل سیر نے ان کا نام لبابۃ الکبریٰ بھی لکھا ہے۔ ان کا تعلق بنو ہلال سے تھا۔ سلسلۂ نسب یہ ہے۔

ام الفضل لبابہ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن الحرام بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ۔ والدہ کا نام ہند (یا خولہ) بنت عوف تھا جو بنو کنانہ یا حمیر سے تھیں۔

حضرت ام الفضل لبابہ رضی اللہ عنہا کی شادی عمِ رسول حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے ہوئی اس نسبت سے وہ حضورؐ کی چچی تھیں۔ ان کی حقیقی بہن حضرت میمونہ (رضی اللہ عنہا) بنت حارث کو ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اس نسبت سے حضرت ام الفضلؓ حضورؐ کی سالی بھی ہوتی تھیں حضرت ام الفضلؓ کی ایک اخیافی بہن حضرت اسماءؓ بنت عمیس کی شادی حضرت جعفرؓ (طیارؓ) بن ابی طالب (حضورؐ کے برادر عمؓ) سے ہوئی۔ ایک تیسری بہن سلمیٰ کی شادی حضورؐ کے دوسرے چچا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب سے ہوئی۔ لوگ حضرت ام الفضلؓ کی والدہ ہند بنت عوف پر رشک کرتے تھے کہ سمدھیانے کے لحاظ سے کوئی عورت ان کے ہم پلہ نہیں تھی۔

خواتین میں سب سے پہلے رسولِ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے کا شرف حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو حاصل ہوا۔ ان کے بعد معتبر روایات کی رو سے حضرت ام الفضل لبابہؓ کو اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول کا شرف حاصل ہوا اس لحاظ سے وہ السابقون الاولون میں نہایت ممتاز درجہ رکھتی تھیں حضرت ام الفضل نے اپنے شوہر حضرت عباسؓ کے اعلانیہ قبول اسلام کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ یہ ہجرت فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے ہوئی۔

حضرت ام الفضلؓ بڑی بہادر اور غیرت مند خاتون تھیں۔ چنانچہ ایک موقع پر انہوں نے ابولہب کو لٹھ مار کر اس کا سر کھول دیا۔ اس کی تفصیل اوپر آچکی ہے۔ انہیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت اور عقیدت تھی۔ اور حضورؐ کو بھی اپنی عمۂ محترمہ سے بڑا تعلقِ خاطر تھا آپ اکثر ان کے گھر

تشریف لے جاتے تھے، اگر دوپہر کا وقت ہوتا تو وہیں آرام فرماتے تھے۔ حضرت ام الفضلؓ حضورؐ کا سر اقدس اپنی گود میں رکھ کر آپ کے بالوں سے گرد یا تنکے وغیرہ دور کرتیں اور ان میں کنگھی کرتیں۔

حضرت ام الفضلؓ نہایت پرہیزگار اور عبادت گزار تھیں۔ بعض روایتوں میں ہے کہ وہ ہر دوشنبہ اور پنجشنبہ کو بالالتزام روزہ رکھتی تھیں۔ علامہ ابن عبدالبرؒ نے استیعاب میں لکھا ہے کہ حضور فرمایا کرتے تھے کہ ام الفضلؓ، میمونہؓ، سلمیٰ اور اسماءؓ چاروں مومنہ بہنیں ہیں۔

(۳)

ایک مرتبہ ام الفضل (رضی اللہ عنہا) نے خواب میں دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اقدس کا کوئی حصہ ان کے گھر میں ہے۔ انہوں نے اپنا خواب حضور کے سامنے بیان کیا تو آپ نے فرمایا "اس کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میری لختِ جگر فاطمہؓ کو فرزند عطا کرے گا اور تم اس کو اپنا دودھ پلاؤ گی۔"

کچھ عرصہ بعد حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے فرزند حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پیدا ہوئے۔ حضرت ام الفضلؓ نے انہیں اپنا دودھ پلایا اور ان کی کفیل بن گئیں۔ اس لیے سارا خاندانِ نبوت حضرت ام الفضلؓ کی بہت عزت و تکریم کرتا تھا۔ ایک دن حضرت ام الفضلؓ حضرت حسینؓ کو اپنی گود میں لئے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپؐ نے اپنے پیارے نواسے کو انکی گود سے لیا اور پیار کرنے لگے۔ ننھے حسینؓ نے حضور کی گود میں پیشاب کر دیا۔ حضرت ام الفضلؓ نے انہیں فوراً حضورؐ کی گود سے لے لیا اور جھڑک کر کہا "ارے ننھے یہ تونے کیا کیا۔ رسول اللہ کی گود میں پیشاب کر دیا۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ام الفضلؓ کا اتنا جھڑکنا بھی گوارا نہ ہوا اور آپؐ نے فرمایا "ام الفضل تونے میرے بچے کو یونہی جھڑکا جس سے مجھے تکلیف ہوئی۔" اس کے بعد آپؐ نے پانی منگوا کر لباس مبارک کا پیشاب آلود حصہ دھلوا دیا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت ام الفضلؓ کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم رکابی میں حج کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ عرفہ کے دن بعض لوگوں نے خیال کیا کہ حضورؐ روزہ سے ہیں۔ جب حضرت ام الفضلؓ کو ان لوگوں کا یہ خیال معلوم ہوا تو انہوں نے ایک پیالہ دودھ کا حضورؐ کی خدمت میں بھیجا۔ آپؐ نے دودھ پی لیا۔ اس سے لوگوں کا شک دور ہو گیا۔

حضرت ام الفضلؓ نے حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے عہد خلافت میں اپنے شوہر حضرت عباسؓ کے سامنے ہی وفات پائی۔ نماز جنازہ حضرت عثمانؓ نے پڑھائی۔

(۴)

حضرت ام الفضل کے بطن سے حضرت عباسؓ کی سات اولادیں ہوئیں چھ بیٹے فضلؓ، عبداللہؓ، عبیداللہؓ، معبدؓ، قثمؓ، عبدالرحمٰنؓ اور ایک بیٹی ام حبیبہ۔ ارباب سیر نے لکھا ہے کہ یہ ساری اولادیں نہایت قابل تھیں۔ بالخصوص حضرت عبداللہ اور حضرت عبیداللہ نے علم و فضل کے اعتبار سے اتنا بلند مرتبہ حاصل کیا کہ اساطینِ اُمّت میں شمار ہوئے۔ علامہ ابن اثیر نے اُسدُ الغابہ میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن یزید الہلالی شاعر نے ایک دفعہ حضرت ام الفضل کی خوش بختی پر ان اشعار میں فخر کیا۔

ما ولدت نجیبة من نحل　　کستّة من بطن ام الفضل

اکرم بها من کهلة وکهل　　عم النبی المصطفٰے ذی الفضل

وخاتم الرُسل وخیر الرُسل

حضرت ام الفضلؓ سے تیس احادیث مروی ہیں۔ ان کے راویوں میں حبر الامت حضرت عبداللہؓ اور دوسرے فرزندان عباسؓ اور حضرت انسؓ بن مالک جیسے جلیل القدر اصحاب شامل ہیں۔

تقاضا کجا التجا بھی نہیں

عبدالرحمٰن عاجزؔ

باپں پردہ داری چھپا بھی نہیں　　مگر وہ دکھائی دیا بھی نہیں

یہ اعجاز ہے میکر محبوب کا　　جدا بھی ہے اور وہ جدا بھی نہیں

اگر تم نہیں دردِ دل آشنا　　تو پھر دردِ دل کی دوا بھی نہیں

ابھی سے تم اتنے تڑپنے لگے　　ابھی قصۂ غم کہا بھی نہیں

کچھ اس طرح دل نے پکارا انہیں　　کہ اب دھڑکنوں میں صدا بھی نہیں

تمہیں نے یہ بخشی ہیں ویرانیاں　　کوئی دل میں اب مدّعا بھی نہیں

زمانے نے وہ کچھ دکھایا ہمیں　　کسی نے جواب تک سنا بھی نہیں

وفا کے ہیں وہ مدعی آجکل　　کہ جن میں تمیز جفا بھی نہیں

ابھی سے تم احساں جتانے لگے　　ابھی دل پہ نشتر لگا بھی نہیں

پڑھا جو عَلَیۡهِمۡ بِذَاتِ الصُّدُوۡر　　تقاضا کجا التجا بھی نہیں

وہ منزل ہے نزدیک عاجزؔ جہاں
پرائے کجا اقربا بھی نہیں